

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

احساب اعمال اور محاسبہ نفس

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم - وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات
لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکن لہم دینہم
الذی ارتضی لہم ولیدلہم من بعد خوفہم امنایعبدوننی لایشرکون بی شیاً
ومن کفر بعد ذالک فاولئک ہم الفاسقون - (سورۃ نور آیت ۵۵)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں وعدہ کر لیا ہے کہ ان کو البتہ ملک میں اس
طرح حاکم بنادیں گے جس طرح حاکم بنایا پہلے لوگوں کو اور ان کے لئے اس دین کو جو ان کیلئے پسند کر دیا جمادیں گے۔
اور ان کے خوف کے بدلے ان کو (اللہ) امن دے گا (یہ لوگ) میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو شریک
نہیں کریں گے۔ اس کے بعد جو لوگ ناشکری کریں گے پس وہی لوگ نافرمان ہونگے۔

عالم اسلام مصائب کی زد میں:

مذکورہ آیت کریمہ جس کی تلاوت گزشتہ چار پانچ مواضع کے دوران مسلسل کر رہا ہوں۔ ایک اہم مسئلہ کی
طرف پوری امت کی توجہ دلائی جا رہی ہے کہ اس وقت دنیا کے جس حصہ میں مسلمان رہ رہے ہیں انتشار، مصیبت اور
گھمبیر مسائل کا شکار ہیں، کبھی ہم نے سر جوڑ کر غور کیا ہے کہ یہ مصائب مسلمانوں کے ہاں کیوں خیمہ زن اور ان کا مقدر
ہو چکی ہیں، گرد و پیش کا جائزہ لیں تو کہیں بھی عیسائی عیسائی کے خون کے درپے نہیں۔ یہودی یہودی کے خون کا پیاسا
نہیں بلکہ تمام غیر مسلم ایک نقطہ پر متفق ہیں اور وہ نقطہ صرف اور صرف مسلمان اور اسلام دشمنی ہے۔ مسلم دنیا بھی آپس
میں ایسی الجھنوں کا شکار ہے کہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے سردھڑکی بازی لگا رہے ہیں۔

خود کردہ راعلا بے نیست:

جب بھی آپس میں بیٹھنے کا موقع ملتا ہے مسلمانوں کے زوال ان پر ظلم و ستم اور بد حالی کے تذکرے بکثرت
ہوتے رہتے ہیں۔ شاذ و نادر ہی کوئی مسلمان ایسا نکلا جائے جو ان کی کوریٹھ اور کسی کورٹھ 'سود زنا'

مہنگائی وغیرہ کی شکایت ہے۔ کیا ہم اور آپ نے کبھی ان پریشانیوں کے عوامل و اسباب پر سوچا ہے۔ نہ صرف مسلمان ہی ان مسائل و مصائب کے گرداب میں کیوں پھنسے ہوئے ہیں۔ بے شمار وجوہات میں سے ایک وجہ تو یہ ہے کہ ہم میں سے جو کسی برائی کے خلاف سب سے زیادہ بول رہا ہے اس کے دینوی اخروی ضرر گنتے گنتے تھکتا نہیں جب خود اسی بدی سے معاملہ کرنے کا وقت آیا ہے تو نہایت خوشی سے ہتھیار ڈالنے کے بعد اسی برائی سے ڈیل کر کے اس میں مبتلا ہو جاتا ہے، خور کردہ راعلا جے نیست۔

دوسروں سے قبل اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے:

گویا ہر مسلمان امت کی اصلاح و فلاح کا تو خواہشمند ہے مگر یہ خواہش صرف اس حد تک ہے کہ دوسرا راہ راست پر آ جاتے اپنے درنگی کی طرف نہ توجہ ہے نہ خواہش ہر ایک کی نظر اپنے مادی فوائد ذاتی مسائل تک محدود ہے ان فوائد کے حصول اور مسائل کے حل میں عہد شکنی، جھوٹ، فریب اور دھوکہ دہی کو بھی مہارت اور عقل و دانش سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ دوسروں کے اصلاح کی آرزو رکھنے والے کیلئے ضروری ہے کہ دوسروں کی عیوب کی نشاندہی سے پہلے اپنے گریباں میں دیکھے کہ انہی گناہ میں یہ خود تو گرفتار نہیں اگر یہ خود مبتلا ہے تو پہلے اپنی اصلاح کر کے دوسروں کو راہ راست پر لانے کی فکر کرے، اگر خود برائی سے باز نہیں آتا اور دوسروں کو نیکی کا حکم کرتا ہے تو یہ امت کا خیر خواہ نہیں بلکہ اللہ اور امت دونوں کا مجرم ہے۔ انہی قسم کے اصلاح پسندوں کے بارہ میں رب العالمین نے وعیدوں کی شکل میں واضح آیات نازل فرما کر ایسے افراد سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا:

اَتَا مَرُوتَ النَّاسَ بِالْبُرُوتِ تَسُوْنُ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (البقرہ)
ترجمہ: ”کیا تم لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھلائیوں سے بھلا بیٹھتے ہو اور تم قرآن مجید پڑھتے رہتے ہو کیا تم پھر بھی سمجھتے نہیں ہو۔“

دوسرا ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ۔

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم ایسی بات کیوں کرتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے۔“

اپنی ذات کا محاسبہ:

دوسرے پر اثر تب ہوتا ہے جب ترغیب اور گناہ کی نشاندہی کرنے والا خود نیکی پر عمل کرے اور گناہ سے بچتا رہے، تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ جن مبارک ہستیوں نے لوگوں کو دین کی طرف آنے اور اس پر عمل کرنے کی دعوت دی۔ پہلے وہ خود عمل کر کے دوسروں کے لئے ایسے نمونے بن گئے کہ لوگ ان کو دیکھ کر ایمان اور اعمال صالحہ کی طرف راغب ہو جاتے۔ شاید ہم رحمت و دو عالم صلعم کے اس ارشاد کا مصداق بن چکے ہیں کہ

مَثَلُ الذِّیْ یُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَیْرَ وَیُحْسِنُ لِهَکُمُ الْمِرَاجِ یُضِیُّ لِلنَّاسِ وَیُحْرِقُ

نفسہ (طبرانی)

ترجمہ: ”اس آدمی کی مثال جو لوگوں کو خیر سکھائے اور خود اس پر عمل نہ کرے اس چراغ کی طرح ہے جو اور لوگوں کو روشنی دے رہا ہے مگر خود اپنے آپ کو جلا رہا ہے۔“

اسلام ہمیں سب سے پہلے اپنے نفس کے محاسبہ کا حکم دیتا ہے۔

جماعت صحابہؓ کی بے مثال تربیت:

اپنے اعمال و کردار پر غور محاسبہ اور اصلاح کے بعد اور لوگوں کو نیکیوں پر آمادہ اور برے کاموں سے بچانے کی کوشش ہو تو یہ جدوجہد کا رگر ثابت ہو کر اللہ کے راضی کرنے اور خدمت خلق کی بہترین صورت ہو سکتی ہے۔ لیکن شرط اخلاص نیت سے امت کی صلاح و فلاح ہو صرف لوگوں کی برائیوں اور گندگی کی تشہیر کر کے ان کو ذلیل کرنا نہ ہو۔ اسی انسان کو جب حضورؐ نے اعلیٰ اخلاقی اور نفسیاتی تربیت سے مالا مال فرمایا، تو محاسبہ نفس کے ایسے مثال قائم کر دیئے کہ اسلام کے علاوہ اور مذاہب کی تاریخ میں اس کی مثال کا ملنا بھی ناممکن ہے، اگر کسی وقت بتھھائے فطرت بشری آپؐ کے کسی صحابی سے گناہ کا ظہور ہو جاتا تو اپنے مضبوط ایمان کی وجہ سے وہ بے چین ہو کر دربار نبویؐ کی طرف دوڑتے کہ اے اللہ کے رسول مجھے گناہ کے اس آلودگی سے پاک فرما۔ اپنے اصلاح کیلئے اسے یہ پرواہ نہ ہوتی کہ لوگ کیا کہیں گے۔ مذاق اڑائیں گے حاضرین کے سامنے شرمندگی اور رسوائی ہوگی، گہرے وسیع اور واضح ایمان کی بدولت نجات اخروی کے لئے وہ ہر قسم کے دینی مصائب و پریشانی جھیلنے کے لئے ہمہ تن تیار رہتے۔ اسی راہ میں کسی قسم کے مصلحت کو رکاوٹ تسلیم کرنے کے وہ قطار و ادارہ نہ تھے۔

حضرت ماعزؓ بن مالک کا اعتراف جرم:

محاسبہ نفس اور آخرت کی سزا و اللہ کی ناراضگی سے بچنے کی خاطر اقرار جرم کرنے والوں میں سے ایک اہم واقعہ دربار نبوت کی حاشیہ نشینی کر کے اس سے فیضیاب ہونے والے حضرت ماعزؓ کا آپؐ نے سنا ہوگا۔

عن ابن عباسؓ قال لما اتى ماعز بن مالک النبی ﷺ فقال له 'لعلک قبلت او غمزت او نظرت قال لا یا رسول اللہ قال انکنتھا لا یکنی قال نعم فعند ذلک امر برجمہ رواہ البخاری۔

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے جب ماعز بن مالک (مسجد نبوی میں) حضور صلعم کے پاس آئے اور کہا کہ مجھ سے زنا کاری ہوئی ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا شاید تم نے اجنبی سے بوسہ لیا ہو گا یا اسے صرف (شہوت) سے ہاتھ لگایا ہو گا یا (صرف) دیکھا ہو گا۔ انہوں نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ۔ حضورؐ نے پوچھا کیا تم نے زنا (جماع) کیا ہے۔ راوی کا کہنا ہے کہ حضورؐ نے یہ بات اسرارے کیا یہ میں نے نہیں سنی۔ ماعزؓ نے کہا ہاں میں نے جماع کیا ہے۔ اس کے بعد

آپؐ نے ماعز کو سنگسار کروانے کا حکم فرمایا۔

خوف خدا اور عقیدہ آخرت کے برکات:

یہ واقعہ کتب احادیث میں کئی روایت سے مختلف تفصیلات کے ساتھ ذکر ہے۔ جس کے ہر جملہ میں بے شمار اسرار و رموز اور مسائل کا استنباط و استخراج پوشیدہ ہے۔ جس پر بحث و تحقیق علماء و طلباء ہی کا کام ہے۔ ہم اور آپ جیسے گناہوں کے دلدل میں پھنسے ہوئے افراد نے گناہ کا ارتکاب کرنے کے بعد کبھی اس بے چینی اور اپنے ضمیر کو ملامت کرنے کا مظاہرہ کیا ہے جس کا اظہار حضرت ماعزؓ نے آپؐ کے دربار میں اصرار و اقرار سے فرمایا۔ خوف خدا و عقیدہ جزا و سزا کی اتنی پختگی تھی کہ بار بار آخرت کی سزا کی جگہ دنیا کی سزا برداشت کرنے پر مصر تھے۔ وہ شیطان کے اس دھوکہ میں آنے والے نہ تھے کہ جو کچھ گناہ کرنے ہیں کر لو دنیا کے خرافات سے جی بھرو۔ آخر عمر میں توبہ کر لیں گے اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ سارے گناہ معاف کر دے گا۔ بلکہ ہر وقت خوف خدا اور آخرت کی فکر میں ایسے محو اور مشغول رہتے کہ تمام عمر کا حساب دینا پڑے گا۔ بل صراط کو عبور کرنا ہے۔ ذرے ذرے کا پوچھا جائے گا۔ کیوں کیا۔ کیسے۔ اور کہاں سے حاصل کیا۔ بدن کے ہر عضو کے اعمال کے بارے میں جواب دہی ہوگی۔ کاش ہم میں بھی اسی طرح کی سوچ پیدا ہو تو پھر یقیناً خوف خدا پیدا ہو کر ہر وقت اور ہر قدم پر اپنے احتساب کی ایسی عادت پڑ جائیگی کہ خطا اور گناہ کے سرزد ہونے پر بے چین ہو کر گناہ کی گندگی سے فوری طور پر پاک ہونے کے طریقے اور راستے تلاش کرنے میں لگ جائیں گے۔

حضرت غامدیہ کا قصہ:

اپنے ساتھ خود انصاف کرنے کی جو قوت اللہ نے ان کو عطا فرمائی یہ صرف مرد حضرات صحابہؓ کی خصوصیت نہ تھی بلکہ صنف نازک صحابیاتؓ بھی مردوں سے دو قدم آگے نکلنے کے جذبہ سے معمور تھیں۔ حضرت ماعزؓ کے رجم کے بعد ایک عورت غامدیہؓ آ کر حضور کو کہنے لگی اللہ کے رسولؐ مجھ سے زنا کی غلطی سرزد ہو گئی مجھے پاک دطاہر فرما۔ گناہ کے دھلنے اور معافی کے لئے ایسی تڑپ رہی تھی کہ فوراً گناہ کا ثبوت بھی پیش کر دیا میں اس غلطی کی وجہ سے حاملہ بھی ہوں۔ آپؐ نے بچہ کی ولادت تک انتظار کرنے کا فرمایا۔ حضور کو جب بچہ کی ولادت کی خبر دے دی گئی تو آپؐ نے بچہ کو دودھ سے فراغت تک انتظار کرنے کا حکم دیا۔ دودھ پلانے کی مدت کے خاتمہ پر بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا دے کر پھر حاضر ہوئی کہ یا رسول اللہ اب تو یہ بچہ کھانا کھانے کے لائق ہو گیا ہے۔ میرے دودھ پلانے کی اب اس کو ضرورت نہیں۔ اطمینان و سکون اور چین تب اسے حاصل ہوا کہ سرور کونین صلعم نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دے دیا۔

گناہ کی یاد میں اپنے آپ پر دنیوی سکون حرام کرنے والی اس مقام پر فائز ہوئی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس عورت نے ایسی توبہ کر لی اگر ایسی توبہ کوئی ناجائز ٹیکس لینے والا

کرے تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ © rasailojaraid.com

گناہوں کی نحوست:

خبرون القرون میں مرد تو کیا کہ عورتوں کی حالت یہ تھی کہ گناہ صادر ہونے کے بعد جب تک صدقِ دل سے توبہ اور سزا کا اجراء نہ ہوتا مرغِ نیم کل کی طرح بے قرار رہتی۔ آج مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ رب العزت کی نافرمانی اور گناہوں پر گناہوں کا سلسلہ جاری ہے کسی کو اپنے معاصی کا احساس ہی نہیں ہو رہا تو بے تودور کی بات ہے۔ گویا گناہ کو گناہ سمجھنے کی قوت بھی سلب ہو چکی ہے۔ خود گناہ کے گندے تالاب میں تیرتے ہوئے بھی دوسروں کے پاکی کے درپے ہیں۔ یقینی بات ہے کہ خود اس حال میں ہوں تو دوسروں کی اصلاح کی خواہش کب پوری ہو سکتی ہے۔ انہی پے درپے گناہوں کے صادر ہونے کا ایک بڑا نقصان وہ اثر یہ ہو جاتا ہے کہ مسلمان کے دل میں رب العالمین کی جو عظمت ہوتی ہے گناہوں سے دل سیاہ ہو کر یہی انسان اللہ کی عظمت اور ہیبت سے محروم ہو جاتا ہے۔ جب اس حد کو مسلمان پہنچ گئے تو مصائب و پریشانیوں کی کیا شکایت؟ ان اعمال کا نتیجہ تو یہی نکلتا ہے۔

خالق کائنات کا ارشاد ہے اور اٹل فیصلہ ہے۔ ما اصابکم من مصیبة فبما کمسبت ایدیکم۔ ترجمہ: ”جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے۔ یعنی یہ تمہارے گناہوں ہی کا وبال ہے۔“ بات لمبی ہو گئی محاسبہ نفس مستقل موضوع ہے۔ انشاء اللہ آئندہ کسی موقع پر اس مسئلہ پر تفصیلی معروضات پیش کروں گا۔
نسخہ اصلاح عالم:

آج مسلم دنیا کے مسلمان اپنے اوپر ظالم و جابر اور بے دین حکمرانوں کے مسلط ہونے کا داویلا کر رہے ہیں واقعی ایسا ہی ہے کہ اپنے ہی ملکوں میں رہنے والوں پر غیر ملکی اور کفر کے آلہ کار لوگوں کے ہاتھوں میں اقتدار ہے جو دین کے جڑوں کو کنزور کرنے اور اپنے ہی رعیت پر ظلم و جبر کے پہاڑ توڑنے میں دشمنوں سے بھی آگے نکلے ہوئے ہیں۔ آخر کیوں؟ اگر اسلامی تعلیمات و احکامات کا عبرت کی آنکھوں سے غور کیا جائے تو یہ سب کچھ بھی ایمان کے دعویٰ کے باوجود ایمان و عمل صالح پر استقامت سے قائم نہ رہنے اور مکمل اتباع نہ کرنے کا خمیازہ بھگتنا پڑ رہا ہے۔ جبکہ مسلمانوں نے اپنے آپ کو بد لئے کے بجائے صرف دعاؤں سے اپنے ظالم حکمرانوں کو بد لئے کا راستہ اختیار کیا ہوا ہے۔

ظالموں کے شر سے بچنے کا نسخہ:

حالانکہ مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ نے ان حالات سے نجات حاصل کرنے کیلئے ایسا نسخہ اکسیر ذکر فرمایا ہے جس پر کار بند رہ کر نہ صرف رعیت کو اطمینان و سکون بلکہ بڑے ہوئے حاکموں کی بھی اصلاح ہو سکتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ يقول انا اللہ لا اله الا انا مالک الملوک قلوب الملوک فی یدی وان العباد اذا اطاعونی حولت قلوب ملوکہم علیہم بالرحمۃ والرافۃ و اذا عصونی حولت قلوبہم بالسخطۃ

و النقمۃ فساموہم سوء العذاب فلا تشغلوا انفسکم بالدعاء علی الملوک ولكن

اشغلوا انفسکم بالذکر و التضرع کی اکفیکم ملوککم (رواۃ ابو نعیم)

ترجمہ: ”حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول صلعم نے فرمایا رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہیں بادشاہوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں۔ بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں (اگر) بندے میری فرمانبرداری کرتے ہیں تو (ظالم) بادشاہوں کے قلوب کو انکے حق میں رحمت اور شفقت کی طرف موڑ دیتا ہوں اور جب میرے بندے میری نافرمانی کرتے ہیں تو میں ان کے حق میں (عادل اور نرم خو) حاکموں کو غضب اور سختی کی طرف موڑ دیتا ہوں۔ جس کے نتیجے وہ بادشاہ ان کو سخت مشکلات اور تکالیف میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اس لئے تم اپنے کو ان حاکموں کے لئے (صرف) بددعا کرنے میں مشغول نہ رکھو بلکہ (دعاؤں کے ساتھ اپنے آپ کو ذکر اللہ میں مشغول کرو تا کہ میں تمہیں ان حاکموں کے شرور اور تکالیف سے محفوظ رکھوں۔“

دوسرے کی اصلاح حال کے بجائے اپنے اعمال پر نظر رکھو:

گویا رب ذوالجلال کا طے شدہ اصول ہے کہ اوروں سے اصلاح حال کی توقع رکھنے سے پہلے اپنے اعمال و کردار کی راست بازی اور اللہ و رسول کے احکامات کا پابند کرنا ہوگا۔ اگر اخلاق و اعمال میں حضورؐ کو اپنا اسوۂ بنا کر اسی کے مطابق زندگی گزارنے کا عزم کیا جائے۔ تو حاکم بھی دیندار، مشفق و مہربان ہوں گے۔ رحمتوں کا نزول ہوگا۔ اطمینان و سکون کی زندگی میسر ہو کر عبادت کی ادائیگی کا ذوق و شوق اور محاسبی سے نفرت کا رجحان خود بخود پیدا ہوگا ورنہ زبوں حالی کا یہ لاتنا ہی سلسلہ طویل سے طویل تر ہو کر جاری و ساری رہے گا۔

بہر حال خطبہ کے ابتداء میں ذکر کردہ آیت میں رب العزت نے خلافت و امارت کیلئے جن شرائط و اوصاف کا ذکر فرمایا۔ صحابہ تابعین اور تبع تابعین ان شرائط پر سختی سے کاربند رہے تو خالق و مالک نے وعدہ کی پابندی کی صورت میں ان کے ذریعہ وہ کارہائے نمایاں رونما فرمائے جن میں سے بعض کا ذکر ہو چکا، عبرت اور نمونہ کے طور پر کچھ ہمنعائات و اکرامات کا ذکر انشاء اللہ آئندہ ہوگا۔ یہی اصل اصول روز قیامت تک کے مسلمانوں کیلئے ہے اگر وہ اپنے رب سے کئے ہوئے عہد کی پابندی کریں گے تو کامیابی و سرفرازی دارین اگر عہد توڑ دیا تو ذلت و خواری۔

رب العزت ہمیں عمل اور ان عقل کو حیران کرنے والے واقعات سے نصیحت اور عبرت حاصل کرنے کی

توفیق نصیب فرما دیں۔ (امین)